سزائے حبس (قید) قرآن و سُنّت کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد عبد اللہ قاضی

حبس کا لغوی معنی روکنا اور بند کرنا ہے۔ اسی سے محبس بنا ہے جس کے معنی قید خانے اور جیل کے ہیں۔ اسی کو سجن[1] کہا جاتا ہے قرآن مجید میں ہے رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ[2] اے میرے رب قید خانہ میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔ شرعی اعتبار سے حبس کی تعریف یوں ہوگی "تعویق الشخص ومنعه من التصرف بنفسه"[3] کسی شخص کو نقل و حرکت اور از خود تصرف سے روک دینا۔

قید کی مشروعیت کے بارے میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام احمدؒ کے ساتھی قید کی عدم مشروعیت کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور نہ ہی خلیفہ اول ابو بکرؓ کے زمانے قید خانے نہ پائے جاتے تھے "ولم یسجنا احدًا"[4] اور نہ ہی انہوں نے کسی کو قید کیا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ براس بن حبیب نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا "اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغریم لی فقال لی الزمه ثم قال یا أخا بنی تمیم ما ترید ان تفعل بأسیرك"[5] میں نے

---

[1] تاج العروس شرح القاموس ج ۴ ص ۱۲۴ [2] سورۃ یوسف ایۃ ۲۳

[3] الطرق الحکمیۃ ص ۱۱۱ [4] اقضیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لعبد اللہ قرطبی ص ۵

[5] مرجع سابق ص ۵

مقروض کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اسے روکے رکھو۔ پھر فرمایا! بنو تمیمی بھائی، تم اپنے قیدی کا کیا کرو گے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قید نہ کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قید کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان دنوں قید کی اتنی ضرورت پیش نہیں آئی۔ پھر جب خلیفہ عادل امام عمرؓ کا زمانہ آیا اسلامی ریاست کی حدود میں وسعت پیدا ہوئی آبادی بڑھنا شروع ہوئی تب قید خانے بنائے گئے۔

جمہور فقہاء کے ہاں قید کی سزا جائز ہے جسکی دلیل سورۃ نساء کی یہ آیت ہے۔

(واللاتی یأتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشھدوا علیھن اربعۃ منکم فان شھدوا فامسکوھن فی البیوت حتی یتوفاھن الموت أو یجعل اللہ لھن سبیلا[۷]) اور مسلمانو تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کریں ان پر چار آدمیوں کی گواہی لو پس اگر وہ گواہی دیدیں تو (سزا کے طور پر) انہیں گھروں میں بند رکھو، یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کر دے یا اللہ ان کے لیے کوئی اور سبیل نکال دے۔ (فھذہ الآیۃ ترشد الی الامساک والحبس فی البیوت کما ھو الھم فی صدر الاسلام[۸])

اس آیت سے گھروں میں روک رکھنے، اور قید کی راہنمائی ملتی ہے، ابتدا اسلام سے یہ حکم یوں ہی برقرار ہے۔ اس سے جیل خانہ جات کی مشروعیت کا پتہ چلتا ہے۔

ارشاد باری ہے:

"أو ینفوا من الارض[۸]" (ترجمہ: یا انھیں جلاوطن کر دیا جائے) قال مالک[۹] والکوفیون نفیھم سجنھم فینفی من سعۃ الدنیا الی ضیقھا فصار کأنہ اذا سجن فقد نفی من الارض الا من موضع استقرارہ۔ امام مالک اور علماء کوفہ کہتے ہیں کہ نکال دینے کا مطلب قید کر دینا ہے، چنانچہ انھیں دنیا کی کشادگی سے

---

۷ سورۃ النساء آیۃ: ۱۵

۸ جامع احکام القرآن للقرطبی ج۵/۸۴، احکام القرآن لابن العربی ۱/۳۵۷

۸ مائدہ آیۃ ۳۳

۹ حاشیہ ابن عابدین ج ۵/۳۷۶

قید خانے کی تنگی کی طرف نکال پھینکا جاتا ہے۔ یوں بھی حبس شخص کو قید کیا جاتا ہے۔ وہ دنیا سے نکل کر ایک محدود جگہ میں گھر کر رہ جاتا ہے۔ انہوں نے بطور استدلال کسی قیدی شاعر کا شعر پیش کیا ہے:

خرجنا من الدنیا ونحن من اهلها
فلسنا من الاموات فیها ولا الاحیاء

اذا جاء نا السجان یومًا لحاجة
عجبنا وقلنا جاء هذا من الدنیا

ہم اسی دنیا کے باسی ہیں، اس کے باوجود ہم دنیا سے نکل چکے ہیں، آج ہماری حالت یہ ہے کہ نہ ہم زندوں میں ہیں نہ مردوں میں۔ جب داروغہ کسی دن کسی ضرورت سے ہمارے یہاں آتا ہے، تو ہمیں حیرت ہوتی ہے، اور ہم کہتے ہیں کہ، ارے دیکھو یہ دنیا سے آیا ہے۔

والمراد بالارض النازلة [۱۰] آیت میں ارض سے مراد وہی بستی ہے جہاں حادثہ پیش آیا، بہر حال سابقہ دلائل سے جیل خانہ جات بنانے کا ثبوت ملتا ہے۔

احادیث

۱۔ عن بهز بن حکیم عن أبیه عن جده ان النبی صلی الله علیه وسلم حبس رجلا فی تهمة ثم خلی عنه [۱۱]

حضرت بہز بن حکیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنا اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی تہمت کے سلسلے میں ایک شخص کو قید کر دیا، پھر اسے رہا کر دیا۔

عن ابی هریرة من روایة الحاکم ان النبی صلی الله علیه وسلم "حبس فی تهمة یومًا ولیلة [۱۲]

---

[۱۰] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج ۶/ ۱۵۲ - ۱۵۳

[۱۱] نیل الاوطار ۷/ ۱۵۸، الاحکام السلطانیہ لابی یعلی ص ۲۴۲

[۱۲] ایضاً ۷/ ۱۵۹ ایضاً ایضاً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ بروایت حاکم منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی تہمت کے سلسلے میں ایک شخص کو ایک رات دن قید کئے رکھا۔ آپ کے اس فعل سے قید کئے جانے کا ثبوت ملتا ہے۔

روی عبد الرزاق ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الذی امسك رجلاً للآخر حتی قتله "اقتلوا القاتل واصبروا الصابر"

عبد الرزاق نے نقل کیا ہے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے دوسرے شخص کو روکے رکھا، یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا آپ نے فرمایا روکنے والے کو روک دو۔

قال ابوعبیدہ اصبروا الصابر أی احبسوا الذی حبسه حتی یموت ومثله روی عن علی[۳] هذا یدل علی مشروعیة الحبس۔

ابوعبیدہ کہتے اصبروا الصابر کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قید کر رکھا، اس کو تم بھی قید کر دو تاآنکہ وہ بھی مر جائے اسی قسم کا مفہوم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس سے بھی قید کے جواز کا پتہ چلتا ہے۔

اجماع

فقد اتخذ عمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنهم السجن ولم ینکر[۴] علیهم احد من الصحابه فکان ذلك اجماعاً على اتخاذ السجن والحبس فیه۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین نے جیل خانے بنائے، اور ان کے اس فعل پر صحابہ میں سے کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیل خانے بنوائے جاتے تھے اور اس میں قید

---

[۳] اقضیہ الرسول ص ۷۷۶

[۴] نیل الاوطار ج ۷ / ۱۶۰

کرنے پر اجماع منعقد ہے۔
اس کی وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو:

فقد اشتری عمر بن الخطاب من صفوان بن امیة دارا بأربعة الاف درهم وجعلها حبسا[۱۵] کما ثبت عنه رضی الله عنه أنه کان له سجن سجن فیه الحطیئة علی الهجاء وسجن ضیعا التمیمی علی سواله عن الذاریات والمرسلات والنازعات و شبههن، وأمر الناس بالتفقه فی المشکلات وضربه مرة بعد مرة ونفاه الی العراق وکتب ان لایجالسه احد قال المحدث: فلوجاء نا ونحن مائة لتفرقنا عنه، ثم کتب ابوموسی إلی عمر أنه قد حسنت توبته فأمره عمر فخلی بینه وبین الناس، وبهذا یکون عمر اوّل من اتخذ السجن[۱۶] وسجن عثمان بن عفان رضی الله عنه ضابی بن الحارث وکان من لصوص بنی تمیم وفتاکهم حتی مات فی السجن[۱۷]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صفوان بن امیہ سے چار ہزار درہم کا ایک مکان خریدا، اور اسی کو قید خانہ میں تبدیل کر دیا، آپ ہی سے یہ روایت پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ آپ کا ایک جیل خانہ اور تھا، جس میں آپؓ نے حطیئہ شاعر کو اس کی کثرت ہجو گوئی پر قید کر دیا تھا۔ ضبیع التمیمی کو آپ نے اس لیے جیل میں ڈال رکھا تھا۔ کہ وہ سورۃ ذاریات، مرسلات، اور نازعات وغیر سورتوں کی بابت لوگوں سے سوالات کیا کرتا تھا۔ مشکل آیتوں پر غور و فکر کے لیے لوگوں کو اکسایا کرتا تھا، اس شخص کو آپ نے

---

[۱۵] رد المحتار علی الدر المختار ج ۴ ص ۳۱۳

[۱۶] الطرق الحکمیة ص ۱۰۲

[۱۷] اقضیة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لعبد اللہ القرطبی ص ۵

[۱۸] ایضاً

بار ہا سزائیں دیں۔ پھر اسے عراق جلاوطن کر دیا اور عراقیوں کے نام یہ خط لکھا کہ کوئی شخص اس کے پاس نہ بیٹھے، چنانچہ کہنے والے یہاں تک کہتے تھے کہ اگر کسی مجلس میں ہم سینکڑوں کی تعداد میں بیٹھے ہوتے، اور وہ شخص آجاتا تو ہم اٹھ کر چلے جاتے تھے، پھر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس شخص نے توبہ کرلی ہے اور بہتر طریقے سے توبہ کرلی ہے۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے لوگوں کے بائیکاٹ کو ختم فرمایا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اولین شخص ہیں جنہوں نے جیل خانوں کی بنیاد ڈالی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ضابی بن حارث کو جیل خانے کی سزا دی کیونکہ یہ شخص بنو تمیم کے چوروں اور قاتلوں میں سے تھا بالآخر جیل میں ہی یہ شخص مر گیا۔

وثبت عن علی رضی اللہ عنہ انہ قد سجن[۱۹] وھو لا یفعل الا ما کان مشروعًا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے بھی قید کیا اور آپ صرف جائز کام ہی کیا کرتے تھے۔

بلاشبہ مذکورہ دلائل سے جیل خانوں کے جواز کا ثبوت ملتا ہے، ان جیل خانوں میں مجرم کا منتظر ایسا نظام ہوتا ہے۔ جو اس کی راہنمائی کرتا اور اسے راہ راست پر لاتا ہے، اس کے لیے روک تھام اور راہنمائی کے اسباب فراہم کرتا ہے، اور اسی صورت میں جیل خانوں کا مقصد بھی حاصل ہوتا ہے۔ جس کی بنا پر اسلام نے ان کو مندوب قرار دیا ہے جیل خانوں میں اصلاح و درستی کا جو نظام برپا ہوتا ہے، وہ ایک مطلوب چیز ہے اور اس کا بہترین نتیجہ برآمد ہوتا ہے، کیونکہ اس نظام کو چلانے والے ایسے داعی اور علمار کرام ہوتے ہیں، جن سے لوگ متاثر ہوتے ہیں ان کی باتوں کو مانتے اور ان پر کان دھرتے ہیں اگر جیلوں میں علمار کرام وعظ و نصیحت کریں اور ان کو صحیح راستے پر لگائیں تو قید خانوں کی رونق کم ہو سکتی ہے۔

---

[۱۹] التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیہ ۲۹۶

المراجع

١ ۔ تاج العروس من جواہر القاموس : الزبیدی الطبعۃ الاولیٰ مطبعہ خیریہ ١٣٠٦ھ

٢ ۔ سورۃ یوسف آیۃ ٢٣

٣ ۔ الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ ابن قیم الجوزیہ مطبعۃ الآداب والموید بمصر سنہ ١٣١٧ھ نسخۃ محققۃ بقلم سلیمان الضیع التحقیق مخطوط ص ١١١

٤ ۔ اقضیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن محمد فرج المالکی القرطبی مطبعۃ دار احیاء الکتب العربیۃ عیسیٰ البابی الحلبی سنہ ١٣٤٦ھ ص ٥

٥ ۔ ایضاً

٦ ۔ سورۃ النساء آیۃ ٥

٧ ۔ الجامع لاحکام القرآن محمد القرطبی ۔ الطبعۃ الثانیۃ سنہ ١٣٥٧ھ مطبعۃ دار الکتب المصریۃ ج ٥/ ٨٤
احکام القرآن ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بابن العربی الطبعۃ الثانیۃ سنہ ١٣٨٧ھ عیسی الحلبی تحقیق علی محمد البجاوی ج ١/ ٣٥٧

٨ ۔ مائدۃ آیۃ ٣٣

٩ ۔ حاشیہ ابن عابدین محمد امین الشہیر بابن عابدین الطبعۃ الثانیۃ سنہ ١٣٨٦ھ مشترکہ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی واولادہ بمصر ج ٥/ ٣٧٦

١٠ ۔ المرجع ارقمی ٧

١١ ۔ نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار الشوکانی الطبعۃ الثانیۃ سنہ ١٣٨٠ھ، الاحکام السلطانیہ ابویعلی محمد الفراء الطبعۃ الاولی سنہ ١٣٥٦ھ مطبعۃ الحلبی صححہ وعلق علیہ محمد حامد فقی ص ٢٤٢

١٢ - المرجع السابق

١٣ - اقضية الرسول صلى الله عليه وسلم عبد الله بن محمد فرج المالكي القرطبي مطبعة دار احياء الكتب العربية عيسى البابي الحلبي ١٣٤٦هـ ص ٦٦٦

١٤ - نيل الاوطار (رقم) ١١ ٧/ ١٦٠

١٥ - رد المحتار على الدر المختار ابن عابدين دار الطاعة المصرية ببولاق بمصر شعبان ١٢٧١هـ ج ٤/ ٣١٣

١٦ - الطرق الحكمية (رقم ٣) ص ١١١

١٧ - اقضيه الرسول صلى الله عليه وسلم (رقم ١٣) ص ٥

١٨ - ايضاً

١٩ - التعزير في الشريعة الاسلاميه عبد العزيز عامر الطبعة الثانية ١٣٧٥هـ دار الكتاب العربي بمصر ص ٢٩٦